احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آخرت کی منزلیں

عَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مِنْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِّنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَّجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ فَاِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ وہ جس وقت قبر کے پاس ٹھہرتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی۔ ان سے کہا گیا کہ جب بہشت اور دوزخ کا ذکر کرتے ہو تو نہیں روتے اور جب اس جگہ کھڑے ہوتے ہو تو روتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں سے قبر سب سے پہلی منزل ہے پس اگر کسی نے اس سے نجات پائی تو جو چیز اس کے پیچھے ہے وہ اس سے آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو جو چیز اس کے پیچھے ہے وہ اس سے سخت تر ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جو قبر سے سخت تر ہو۔

اس حدیث سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ موت کے بعد انسان کو اپنے آخری ٹھکانے پر پہنچنے سے پہلے آخرت کی کئی منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں سب سے پہلے والی منزل قبر کی ہے یعنی انسان کو مرنے کے فوراً بعد قبر میں ڈالا جاتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس سے اس کے معبود، اس کے رسول اور اس کے دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ مُردے کو ان تمام سوالوں کا جواب دینا پڑتا ہے۔

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ یہ بازپرس سب سے پہلی بازپرس ہے۔ اگر آدمی اس میں کامیاب ہو جائے اور فرشتوں کے سوالوں کا صحیح جواب دے دے تو وہ قبر کی منزل سے جاتا ہے اور اس کے بعد باقی جتنی منزلیں آتی ہیں ان سب کو وہ بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص فرشتوں کے سوالات کا صحیح جواب نہ دے سکے اور قبر کی منزل سے نجات نہ پا سکے تو اس کے بعد کی آنے والی منزلیں اس منزل سے بھی سخت تر ہوتی ہیں۔

قبر کی منزل اس لیے سخت تر ہے کہ یہاں مُردے کے اعتقاد و عمل کے بارے میں بنیادی سوالات کیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص زندگی بھر پکا مسلمان رہا تو اسے قبر میں بھی صحیح جواب دینے میں جھجک نہ آئے گی۔ وہ بڑی بے باکی، جرأت اور صحت کے ساتھ جواب دے سکے گا۔ اور اس طرح آخرت کی باقی منزلیں بھی بڑی آسانی کے ساتھ طے کرتا چلا جائے گا۔

اس کے برعکس جو شخص دنیا میں سچے دین پر قائم نہ رہ سکا۔ اسے قبر میں بھی فرشتوں کے سوالات کا صحیح جواب نہ آئے گا۔ باقی منزلیں بھی اس کے لیے سخت تر ہو جائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جتنی جگہیں دیکھی ہیں ان سب میں سب سے دشوار قبر کی منزل ہے۔

اہلِ علم کی خدمت میں

یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ آدم خاکی کا عروج و کمال اور اس کی فضیلت و بزرگی کا راز "علم" میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو علم و حکمت کے خزانوں کا مالک ہے اس نے اپنی قدرت کے ہاتھوں حضرت انسان کا مجسمہ بنایا اور اس میں اپنی روح پھونک کر "علم" کی دولت سے نوازا۔ اور اس طرح اسے زندہ و تابندہ بنا دیا۔

اور پھر دنیا کی تاریخ اس امر پہ شاہد ہے کہ ہر دور میں اہلِ علم افقِ عالم پہ نیّرِ تاباں بن کر چمکتے رہے اور چمک رہے ہیں۔ دنیا نے ان سے ایمان و یقین کی روشنی حاصل کی، اعمالِ صالحہ میں رہنمائی حاصل کی، عزت و عظمت کا تاج ان کے سر پہ رکھا۔ اور انہیں اپنی محبتوں کا مرکز بنایا۔

لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ جو تیزی سے زوال پذیر ہے۔ جس سے اخلاقی قدریں مٹ رہی ہیں۔ جس میں احترام انسانیت نام کو باقی نہیں رہا۔ اس میں سب کچھ کے ساتھ ساتھ علماء کا احترام اور وقار بھی خاک میں مل گیا ہے اور جو عزت و عظمت کبھی ان کے جیب کی گھڑی اور ہاتھ کی چھڑی تھی اس سے وہ یکسر محروم ہو چکے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے کہ اس کا باعث پے بہ پے انقلابات ہیں۔ ان انقلابات نے ملّی روایات کا بیڑہ غرق کر دیا۔ اخلاق و کردار کو زیر زمین دفن کر دیا۔ اور جو باتیں کبھی اہلِ اسلام کا طرۂ امتیاز تھیں وہ یکسر فنا ہو گئیں۔ حکومت و اقتدار کے زوال کے ساتھ ساتھ علم کے میدان میں بھی بدترین قسم کا انقلاب آیا۔ جس سے علم کے نام پہ جہالت کا کاروبار ہونے لگا اور ہو رہا ہے۔ پھر یہ بھی کہ اہلِ علم ہی ان ظالمانہ انقلابات کی راہ میں رکاوٹ بنے رہے اور امکانی حد تک کوششیں جاری رکھیں۔ اس لیے ان انقلابات کے علمبرداروں نے بھی انہیں بھرپور طریق سے بدنام کیا اور کر رہے ہیں۔

لیکن

تلخ نوائی معاف! حالات جو اس نہج پر پہنچے۔ اس میں ہمارے ناقص خیال میں خود اس طائفہ مقدسہ کی سوچ و فکر کو بھی خاصا دخل ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایمان و یقین کی وہ لازوال دولت جو اہل علم کا سب سے بڑا سرمایہ تھی آج اپنے ہی ہاتھوں تباہ ہو کر رہ گئی۔ کچھ حضرات نے اپنی "دستارِ فضیلت" اور "سند" سروں اور ہاتھوں میں سجائے سرکاری دفاتر کے چکر لگائے، امراء کے دروازوں کی خاک چھانی اور کچھ نہ ہوا تو آپس کے جنگ و جدال سے اپنے وقار و عزت کا جنازہ نکال لیا۔

آج دنیا کی نگاہیں ترستی ہیں ان اصحاب علم کے دیکھنے کو جن کے اعمال اور جن کا اخلاق و کردار ان کے سچے علم کی ہو بہو تصویر ہوتا تھا۔ آج اس دنیا میں کہاں ہیں؟ وہ استغنا کی زندہ و متحرک تصویریں، جن کے آستانوں پر چل کر آنے کو وقت کے ملوک و سلاطین اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔

افسوس کہ آج دنیا سے اصحابِ عزیمت رخصت ہو گئے جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنی ہڈیاں تڑوائیں۔ اپنے جسم ناتواں پر کوڑے برداشت کئے۔ اور عدالت کے کٹہرے میں اپنی ڈاڑھیاں منڈوانے کا وار زخمی دل سے برداشت کیا۔

اب چشمِ فلک تلاش میں ہے ان باخدا لوگوں کی جو اختلاف کی شرعی حدود کو پامال کرنا بدترین جرم سمجھتے تھے اور ہر حال میں احترام انسانیت اور وقارِ علم کا پاس و لحاظ رکھتے تھے۔

ہمیں یقین ہے کہ امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، خواجہ اجمیری، حضرت مجدد سرہندی، امام ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی، شاہ اسمٰعیل شہید، حضرت سید بریلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس اللہ اسرارھم جیسے اربابِ عزیمت، اصحاب صدق و یقین، سراپا خلوص و محبت اور باکمال و باعمل انسان پیدا ہو جائیں تو دنیا کا نقشہ بڑی آسانی سے بدل سکتا ہے اور الحاد و باطنیت کی مسموم و زہر آلود فضا چھٹ کر گلشنِ اسلام میں پھر سے بہار آ سکتی ہے۔

اے کاش! کہ ہماری یہ ناچیز سطور جو ہم نے فی الحقیقت خونِ جگر سے سپردِ قلم کی ہیں کسی کے دل پر اثر انداز ہو جائیں اور کوئی تو اس جذبہ سے سرشار ہو جائے۔

علو ۱۹ر ذی قعدہ ۹۶ھ

دیر میں نقصانات

چند دن پہلے دیر میں جو کچھ ہوا اس کی تفصیلات سے ملک بھر کے عوام بے خبر ہیں، ملکی ذرائع ابلاغ نے اس سلسلہ میں مطلقاً خاموشی اختیار کئے رکھی لیکن ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن کے قیام سے اندازہ ہوتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہے۔ اور ابھی حال ہی میں وزیر اعظم بھٹو نے قبائلی علاقہ کے دورہ میں دیر میں ۶۲ انسانی جانوں کے اتلاف و ضیاع پر اظہارِ افسوس کیا۔

چلئے بعد از خرابی بسیار ملک کی سب سے اہم اور ذمہ دار شخصیت نے ۶۲ انسانوں کے لقمہ اجل ہونے کو تو تسلیم کیا لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ نقصان اس سے زیادہ ہے اور بہت زیادہ!

لیکن چلئے مان لیتے ہیں کہ بقول وزیر اعظم ۶۲ افراد ہی موت کے منہ میں گئے۔ تب بھی یہ خبر معمولی نہیں۔ ۶۲ تو بہت ہیں ایک انسان بھی بڑا قیمتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے یہاں انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی کوئی قیمت محسوس نہیں کی جاتی اور آئے دن ملوک کے حساب سے انسانی جانوں کے ضیاع کی خبریں ملتی ہیں اور عام طور پر یہ ان کے ہاتھوں ہوتا ہے جو ہر اعتبار سے اس کے پابند ہیں کہ وہ انسانی جانوں کا تحفظ کریں۔

جب ذمہ دار لوگوں کے ہاتھوں یہ حوادث رونما ہوں تو عوام میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہونا لابدی ہے اور یہ احساس کسی بھی اعتبار سے درست اور صحیح نہیں۔ بلکہ اس کے نتائج ملک و قوم اور ذمہ دار لوگوں کے حق میں ہمیشہ افسوسناک اور بسا اوقات اندوہناک

ہوتے ہیں۔ بلوچستان کے بعد دیر جیسے انتہائی حساس اور سرحدی علاقہ میں جو کچھ ہوا اس کی پوری اور صحیح صورت حال جلد از جلد عوام کے سامنے آنا ضروری ہے اور پھر ان نقصانات کی تلافی اور ان اسباب کو دور کرنا بہت اہم ہے۔

اگر عقل و دانش سے عاری لوگوں نے محض نشہ اقتدار میں چور ہونے کے سبب اس صورت حال کو سنجیدگی سے محسوس نہ کیا تو نہ معلوم کل آنے والے دن میں کیا ہوگا؟

اے کاش کہ ہم جس اسلام کے نام لیوا ہیں انسانی جان و مال اور آبرو کے متعلق اس کی سنہری ہدایات پر غور و عمل کرتے؟

مسلم احمدیہ فرقہ

صوبائی دارالحکومت سے شائع ہونے والا ہفتہ وار پرچہ "لاہور" کی اشاعت مجریہ یکم نومبر ۱۹۷۶ء ہمارے سامنے ہے۔ اس کے صفحہ اول پر ایک تصویر چھپی ہے جس کے نیچے لکھا ہے :-

برطانیہ (ہڈرزفیلڈ) میں مسلم احمدیہ فرقے کی ایک اور مسجد کا افتتاح ...... واضح رہے کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنے حالیہ "تبلیغی دورہ" میں امریکہ میں واشنگٹن کے نزدیک "اسلامک کمیونٹی سنٹر" کے علاوہ سویڈن میں گوتھن بورگ کے مقام پر سویڈن کی پہلی مسجد کا افتتاح بھی فرمایا"

ہمارے باخبر قارئین اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء کے ستمبر میں ملک کی پارلیمنٹ نے مرزا غلام احمد کادیانی کی امت مرتدہ کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا اعلان کر دیا تھا لیکن دو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے بعد کیا ہوا؟ اس سے کوئی بھی ناواقف نہیں

مرزائیوں کے پوپ اعظم سے لے کر ایک عام مرزائی تک سبھی دندناتے پھر رہے ہیں۔ وہی کافرانہ جسارتیں جو ان کے جد امجد آنجہانی قادیانی نے اپنے سفید فام آقاؤں کی زیر سرپرستی کی تھیں وہی اب تک ہو رہی ہیں کفر و ارتداد کے اڈے منوز مسجد کے نام سے پکارے جا رہے ہیں۔ ارتدادی سرگرمیوں کو تبلیغ کا نام دیا جاتا ہے۔ اپنے کو "مسلم احمدی" لکھا جاتا ہے۔ الغرض وہ سب کچھ ہو رہا ہے جو آئینی اور قانونی طور پر نہ ہونا چاہیے۔

لیکن ہماری حکومت اور اس کے فیضی و ابوالفضل جو رات دن اسلامی خدمات کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں یہ دیکھ اور سن کر بھی نہیں شرماتے بلکہ ان کی ناوک افگنیوں کے اب بھی غلامان محمدؐ علیہ السلام شکار ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت علیہ التحیہ والثناء کی ذات پاک اور آپ کے سچے دین کی بے حرمتی کب تک گوارا ہو گی؟ اگر مجلس عمل بیدار نہ ہوئی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا جو انتظام کرے گا وہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کے انجام سے کہیں زیادہ عبرتناک ہوگا۔

[illegible] ——— سید سلمان گیلانی

جس کے دل میں صحابہؓ کی الفت نہیں اس کو جاہل کہیں اس کو ناداں کہیں!
جو محمدؐ کے یاروں سے بدظن کرے، اس کو ناری کہیں اس کو شیطاں کہیں

حُسنِ تدبیر سے دیں کو محکم کیا، شر جو اٹھا مٹا کر اسے دم لیا
اے ابوبکرؓ! تری خلافت کو ہم، کیوں نہ امت پہ تا حشر احساں کہیں

اے عمرؓ! اے نبیؐ کی دعا کے ثمر، کفر کی توڑ کر تُو نے رکھ دی کمر!
تیری غیرت کو ہم غازۂ دیں کہیں، تیری جرأت کو اسلام کی جاں کہیں

وہ خدا کے پیمبرؐ کا داماد تھا، پیکرِ عصمت و حلم و شرم و حیا
وہ سراپا وفا، وہ مجسم عطا، ہم مسلمان سب جس کو عثمانؓ کہیں

پیکرِ علم شبیر جواں تھا علیؓ، استقامت کا کوہِ گراں تھا علیؓ
زیب دیتا ہے اس کو مرے دوستو! فقر کی سلطنت کا جو سلطاں کہیں

تیرے دورِ حکومت میں اسلام کی سلطنت دُور تک پھیلتی ہی گئی
اے معاویہؓ! تیری سیاست کو ہم، کیوں نہ تاریخ کا پاک عنواں کہیں

جو صحابہؓ کا گستاخ و بدخواہ ہے، وہ شقی ہے وہ ظالم ہے گمراہ ہے
ایسے بدبخت کو، ایسے بے شرم کو، باعثِ شرم ہے ہم مسلماں کہیں

ہر صحابیؓ کے اقوال و افعال کی پیروی ہم کریں یہ ہے حکمِ نبیؐ
ہم تو مانیں گے سلمانؔ سو جان سے، جو ہمیں بوذرؓ و سعدؓ و سلماںؓ کہیں

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

عذابِ عام

دعوتِ خیر چھوڑنے کا انجامِ بد!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ الخ صدق اللہ العلی العظیم

سورہ آل عمران کی یہ آیت پہلے بھی مختلف مواقع پر پڑھی گئی۔ اور اس کی روشنی میں اپنی معروضات عرض کی گئیں۔ در اصل قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جس کے متعلق جناب نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے۔ جب کبھی کسی آیت پر ازسرِ نو غور کیا تو معانی کا ایک نیا سمندر پنہاں نظر آیا۔

اس آیت میں

اللہ تعالےٰ نے امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے بہترین امت ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ امت دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے سوچتی ہے اور اس کا اوڑھنا بچھونا خلقِ خدا کی بھلائی ہے۔

یہ بھلائی ایسی ہے جس سے دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی، اور انسان دونوں جہانوں میں نہال ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تامرون بالمعروف۔ یعنی تم لوگ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

انبیاء علیہم السلام

دنیا میں تشریف لاتے ہی اس لیے کہ وہ دنیا کو اچھائی اور برائی کی حقیقت بتلائیں، اچھے اور برے کاموں سے آگاہ کریں، ان کے انجام کی خبر دیں۔ چنانچہ نبی کریم علیہ السلام تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور حجۃ الوداع کے خطبہ میں حضور علیہ السلام نے امت کے افراد کو یہ ذمہ داری سونپ دی اور فرمایا کہ غائب لوگوں کو پیغام حق پہنچانا تمہارا فرض ہے۔

امت کا عمل

امت نے اپنے پیارے نبی کی ہدایت کی روشنی میں ایسا ہی کیا اور چار دانگ عالم میں پھیل کر پیغام حق لوگوں تک پہنچایا اور اس مساعی جمیلہ کے صدقہ اللہ تعالےٰ نے دنیا کے ایک بہت حصہ کو ایمان و یقین کی دولت سے نوازا۔

آج کے دور میں

ایک تحریک و جماعت ہمارے سامنے موجود ہے جس کو عام طور پر تبلیغی جماعت کہا جاتا ہے۔ یہ جماعت بھی در اصل اسی ارشاد نبوت کی تعمیل کے لیے ایک مخصوص انداز میں کام کر رہی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ اس کا کام اس وقت ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ اور اس کام کی برکات اور فوائد ہر کسی کو

آسانی سے نظر آسکتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ

اس جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاسؒ کاندھلوی تھے جو حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کے بعد مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے روحانی طور پر اکتساب فیض کیا اور انہی سے خلافت حاصل کی۔ ویسے آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے دست حق پرست پر بیعت جہاد بھی کی جیسا کہ مشہور اہل قلم مولانا علی میاں نے لکھا ہے۔

مرحوم نے ایک غیبی اشارہ کی بناء پر یہ کام شروع کیا جیسا کہ مشہور اہل قلم علی میاں کی کتاب میں موجود ہے اور اب نصف صدی سے یہ کام جاری ہے۔

آپ کے بعد آپ کے فرزند مولانا محمد یوسف مرحوم سرگرم عمل رہے۔ وہ ۴۸ سال کے قریب عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے تو پھر ان کے صاحبزادے مولوی ھارون صاحب لگ گئے لیکن ۲۳ سال کی مختصر عمر میں وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس کے باوجود کام جاری ہے اور جاری رہے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میرا کام افراد کا مرہون منت نہیں۔ میں قادر ہوں کام لے سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ کام لے رہا ہے اور اس وقت دنیا بھر کے ممالک میں تبلیغی جدو جہد جاری ہے اور اس کے فوائد سامنے آرہے ہیں۔

اصل میں

کام صحیح ہو، مقصد صحیح ہو، نیت بخیر ہو، تو بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔ یہ کام چونکہ دعوت الی الخیر کا کام ہے اور اس کے شروع کرنے والے باخدا لوگ تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قبولیت نصیب فرمائی۔

چند احادیث کا ترجمہ پیش خدمت ہے

جن سے اس کام کی اہمیت اور اس کے ترک پر وعیدیں سامنے آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

"اللہ نے جو پیغمبر بھی مجھ سے پہلے کسی امت میں بھیجا تو اس کے کچھ حواری اور لائق اصحاب ہوتے تھے جو اس کے طریق پر چلتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے نالائق پسماندگان ان کے جانشین ہوتے تھے۔ اور ان کی یہ حالت ہوتی تھی کہ وہ کہتے تھے جو خود نہیں کرتے تھے (یعنی لوگوں کو اچھے کاموں کا کہتے خود عمل نہ کرتے) اور جن کاموں کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا ان کو کرتے تھے۔ (یعنی پیغمبروں کی سنتیں چھوڑ کر بدعات میں مشغول ہوگئے) تو جس شخص نے ان کے خلاف (نااہل جانشینوں کے خلاف) دست و بازو سے جہاد کیا وہ مومن ہے۔ جس نے صرف زبان سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اور جس نے محض دل سے جہاد کیا (یعنی دل میں ان کے خلاف غیظ و غضب اور نفرت رکھی) وہ بھی مومن ہے اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں"۔

حضرت ابن مسعودؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

"سب سے پہلے بنی اسرائیل میں جو نقصان کی بات آئی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا تو اس سے کہتا کہ اللہ سے ڈر۔ اور جو کام (برا) تو کر رہا ہے یہ نہ کر۔ کیونکہ یہ اللہ نے تیرے لیے حلال نہیں کیا۔ اگلے دن پھر ملاقات ہوتی تو وہ آدمی اسی طرح برائی میں مشغول ہوتا۔ تو یہ اس کو منع نہ کرتا البتہ اپنا مل بیٹھ کر کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا اسی طرح رکھتا، اس طرح خرابی پیدا ہوئی۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرنے لگے۔ پھر خدا کے پیغمبروں حضرت

(باقی ۲۸ پر)

——— خاموش مبلغ، ملتان

مردوں کے ذمہ لازم ہے کہ عورتوں کا حق مہر ادا کریں۔ ہاں اگر عورتیں خوشی سے کچھ چھوڑ دیں تو ان کو اختیار ہے۔ مگر مرد کو زبردستی معاف کرانے یا ادا نہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ مہر ادا کئے بغیر مرد مر جائے تو عورت اس کی جائداد میں سے وصول کر سکتی ہے۔ مرد کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق عورت کی زندگی کے اخراجات ادا کرے اور مرد کا فرض ہے کہ عمدہ طریقہ سے عورت سے نباہ کرے اور محض تنگ کرنے کے خیال سے اُسے اپنے نکاح میں نہ رکھے۔ یعنی اگر اسے پسند نہیں ہے تو فوراً طلاق دے دے اور مرد کا فرض ہے کہ دینی احکام کی پابندی اپنے حکم سے کرائے ورنہ اللہ تعالےٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔ اور مرد یہ خیال نہ کرے کہ عورت محض میری خدمت کے لیے ہی پیدا ہوئی ہے اور میں جس طرح چاہوں اس سے سلوک کروں، ہرگز نہیں بلکہ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ عورت اپنی خدمت گذاری سے اسے خوش رکھے۔ اسی طرح مرد کا بھی فرض ہے کہ اپنی طرف سے عورت کو خوش رکھنے کی پوری کوشش کرے۔

(حضرت مولانا احمد علیؒ)

مرد کا حق عورت پر

فرمایا اللہ تعالےٰ نے:-

- مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ (سورۃ نساء رکوع ۶)
- پھر جو نیک عورتیں ہیں سو تابعدار ہیں اللہ کے حکم کے موافق۔ عدم موجودگی میں نگہبانی کرتی ہیں (مرد کی عزت اور اس کے مال کی)
  (سورۃ نساء رکوع ۶)
- اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد دشمن ہیں سو اُن سے بچتے رہو۔
  (سورۃ تغابن رکوع ۲)
- اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔
  (سورۃ بقرہ رکوع ۳۰)
- اور عورتوں کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو چیز اللہ تعالےٰ نے ان کے رحموں میں پیدا کی ہے اسے چھپائیں۔ (سورۃ بقرہ رکوع ۲۸)

مذکورۃ الصدر فرامین الٰہیہ کا حاصل یہ ہے کہ عورت مرد کو اپنا حاکم سمجھے اور حاکم بھی وہ جسے اللہ تعالےٰ نے اس کا حاکم تجویز کیا ہے۔ ایسے حاکم کی نافرمانی گویا اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہے۔ نیک بیبیوں کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور مردوں کی بھی تابعدار رہیں۔ اور مرد جب کبھی گھر سے باہر جائے تو اس کی عزت اور مال کی پوری حفاظت کریں۔ عزت کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں جسے مرد کی غیرت گوارا نہ کر سکے۔ اور مرد کا مال اس کی اجازت کے بغیر کہیں خرچ نہ کریں اور عورت کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ مرد کی بھلائی اور خیر خواہی کرے۔ مرد کے متعلق کبھی بھی دشمنی کا خیال دل میں نہ لائے اور کوئی ایسا کام نہ کرے۔ جس سے مرد کی دشمنی کی بو آئے۔ اور مرد کی اولاد کی صحیح تربیت کرے تاکہ مرد کمانے کے لیے مطمئن ہو کر گھر سے باہر جائے، کما کر لائے اور بال بچوں کی

ضروریات کو پورا کر سکے۔ اگر خدانخواستہ مرد و عورت سے الگ ہو جائے تو اس کے پیٹ میں اگر حمل ہو تو اسے نہ چھپائے۔ اور وضع حمل کے بعد بچہ خاوند کے سپرد کر کے چلی جائے۔

(حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح)

اولاد کا حق

فرمان باری تعالیٰ :-

- اور باپ کے ذمہ ہے ان کی اولاد پالنے والیوں کی روٹی اور کپڑا۔ (سورہ بقرہ رکوع ۳۰)
- اے ایمان والو! اپنے آپ اور اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ (سورۃ تحریم رکوع ۱)

حاصل یہ ہے کہ باپ کے ذمہ فرض ہے کہ اولاد کی جسمانی تربیت کرے اور اس کے بعد اس کا دوسرا فرض یہ ہے کہ انہیں دوزخ کی آگ سے بچائے۔ اس کی فقط تدبیر یہ ہے کہ انہیں کتاب و سنت کی لازمی تعلیم دلائے اور پھر اس پر سختی سے عمل درآمد کرائے۔ (حضرت لاہوری رح)

تقسیم میراث میں عورتوں کے حقوق ادا کرو

ماں

۱۔ میت کی اولاد کی موجودگی میں ماں کو سارے مال (ترکہ) میں سے چھٹا حصہ ملتا ہے۔

۲۔ اگر میت کی اولاد موجود نہیں ہے لیکن دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنیں موجود ہوں تو بھی ماں کو چھٹا حصہ کل ترکہ سے ملتا ہے۔

۳۔ اگر میت کی اولاد یا بھائی بہن بھی نہ ہوں تو پھر ماں کو سارے مال کا تیسرا حصہ ملتا ہے۔

۴۔ اگر میت کی اولاد یا بھائی بہن نہ ہوں لیکن میاں بیوی میں سے ایک اور باپ بھی موجود ہے تو پہلے خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی مال سے ایک تہائی ماں کو دی جائے۔

بیوی

۱۔ اگر میاں اولاد چھوڑ کر مرگیا ہے تو بیوی کو سارے مال میں سے آٹھواں حصہ ملے گا۔

۲۔ اگر خاوند کی اولاد نہیں ہے تو پھر بیوی کو سارے مال میں سے ایک چوتھائی ملے گا۔

بیٹی

۱۔ اگر مرنے والے کی ایک بیٹی ہو اور بیٹا کوئی نہ ہو تو اسے آدھی جائیداد ملتی ہے۔

۲۔ اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور دو بیٹیاں ہوں تو ساری جائیداد میں سے انہیں دو تہائی ملتا ہے۔

۳۔ اگر مرنے والے کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں قسم کی اولاد ہو تو پھر بیٹے کے مقابلہ میں بیٹی کو آدھا حصہ دیا جاتا ہے۔

بہن

۱۔ اگر بیٹا، پوتا، باپ، دادا، بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو اور فقط ایک بہن ہو تو وہ بھائی کی آدھی جائیداد کی مالک ہوگی۔

۲۔ اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو میت کی ساری جائیداد کی دو تہائی دی جائے گی۔

۳۔ اگر بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو پھر بھائی کو دوگنا اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

۴۔ اگر مرنے والے کی فقط ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو میت کی آدھی جائیداد بیٹی لے جائے گی اور آدھی بہن کو ملے گی۔

۵۔ اگر میت کی دو بیٹیاں اور ایک بہن ہو تو دو تہائی جائیداد کی دو بیٹیاں لیں گی اور ایک تہائی بہن کو ملے گی۔

۶۔ اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک پوتی ہے تو بھی بہن کو ایک تہائی مال ملے گا۔ اور دو تہائی میں سے جو بچے گا وہ پوتی لے گی۔

(مال میراث میں حکم شریعت از حضرت مولانا احمد علی رح)

- تقسیم میراث میں عورتوں کے حقوق سلب کر کے انہیں ترکہ سے محروم کرنے کی سزا دنیا میں چھینا جھپٹی (سوشلزم) اور آخرت میں جہنم!

تاثرات

تبلیغی جماعت کے اجتماع کو دیکھ کر

نصف صدی پیچھے چلیں بستی نظام الدین دہلی کی مسجد میں کاندھلہ کے مشہور علمی خانوادہ کے ایک ہونہار فرزند قیام فرما ہیں نام ہے۔ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ مختی سا وجود۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے نامور شاگرد۔ مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روحانی طور پر اکتساب کیا۔ اور ۱۳۴۵ھ میں سارے کام چھوڑ چھاڑ کر انہوں نے وہ کام شروع کیا جو آج تبلیغی جماعت یا تبلیغی تحریک کے عنوان سے پوری دنیا میں پھیل چکا ہے اور بلاشبہ نصف صدی پیشتر شروع ہونے والا یہ کام اپنے فوائد اور ثمرات و برکات کے اعتبار سے وہ صورت اختیار کر چکا ہے کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کا انکار نہیں کر سکتے۔

یہ صحیح ہے کہ بعض کوڑھ مغز اور چشم بینا سے عاری لوگوں نے اس کام اور اس کام کے کرنے والوں پر عجیب و غریب انداز سے کیچڑ اچھالا اور اچھال رہے ہیں لیکن اس "رسم بد" کا کس کو شکار نہیں ہونا پڑا۔ وہ معصوم انسان جنہیں خدا نے "احسن تقویم" کے سانچہ میں ڈھالکر انسانیت کی نجات کے لئے اس دنیا میں بھیجا اور رسولؐ کے مقدس نام سے سرفراز فرمایا، انہیں بھی شر پسند افراد کی ژاژ خائی کا ہدف و نشانہ بننا پڑا۔ لیکن اس قماش کے افراد کی ہرزہ سرائی راہ حق کے مسافروں کا نہ راستہ روک سکی اور نہ انشاء اللہ روک سکے گی۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی مولانا محمد الیاس صاحب کی۔ آپ ۱۳۴۴ھ میں اپنے مربی و شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی قدس اللہ سرہ کی معیت و رفاقت میں حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران آپ کو اس کام کے لئے اشارہ ہوا جو آج ایک منظم شکل میں موجود ہے۔

واپسی پر طبیعت کی بے قراری بڑھتی گئی۔ آپ کے سوانح نویس رقم طراز ہیں کہ اس بے قراری کا کسی عارف سے ذکر کیا، تو انہوں نے کہا،

یہ تو نہیں کہا گیا کہ تم کام کرو گے، یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے کام لیں گے بس کام لینے والے کام لیں گے (علی میاں۔ مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت)

اس کے بعد آپ نے تبلیغی گشت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور اس کام کی ابتدا میوات کے علاقہ سے کی۔ میوات کا علاقہ بڑا اجڈ قسم کا علاقہ تھا اور افسوسناک رسومات وہاں موجود تھیں آپ کے والد مرحوم مولانا محمد اسمٰعیل اور پھر بڑے بھائی نے بستی نظام الدین میں بڑے عرصہ تک قیام کیا تھا، ان کے جانشین کے طور پر آپ یہاں تشریف فرما تھے۔ بعض وجوہات کے پیش نظر اس علاقہ کو ہی آپ نے ابتدا میں منتخب کیا۔ اور اب بلاشبہ اس علاقہ کے لوگوں کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے۔

خدا نے مولانا کے سوز دروں، خلوص للہیت اور جذبات دینی کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اصحاب علم و فضل مشائخ۔ ارباب جذب و سلوک اور ہر طرح کے اہل اللہ نے ان کو اور ان کے کام کو دعاؤں سے نوازا بالخصوص حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی شیخ الاسلام حضرت مدنی، شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالرحیم رائپوری اور ان کے فخر روزگار خلیفہ و جانشین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری۔ قدس اللہ سرہم کی توجہ نے بڑا کام کیا تحریک سے متعلق ضروری لٹریچر فراہم کرنے کے لئے قدرت نے جہاں اور لوگوں کو کھڑا کر دیا وہاں محدث العصر حضرت الشیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی متع اللہ المسلمین بابقائہم واطال اللہ حیاتہ کو بالخصوص مالک کائنات نے اس طرف متوجہ کر دیا۔ حضرت شیخ، مرحوم مولانا محمد الیاس کے بھتیجے بھی تھے۔ اس طرح چچا جان کے "احکام" کی قوت نے بڑا کام کیا اور بخاری و موطا امام مالک کے عظیم شارح کے قلم سے عوامی زبان میں جو جواہر پارے سامنے آئے وہ بلاشبہ آج دنیا میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والی چیزیں ہیں اور ان سے خلق خدا خوب سے خوب تر فائدہ اٹھا رہی ہے

حضرت مولانا کی زندگی میں اللہ نے اس کام کو چار چاند لگائے لیکن جب ان کے خلف الرشید اور فرزند ہونہار مولانا محمد یوسف کا دور مسعود آیا تو کام کی وسعتیں کہیں سے کہیں پہنچ گئیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف جو ۱۹۱۷ء میں اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے اور ۱۹۶۵ء میں اپنے اکابر سے جا ملے ایک عجیب انسان تھے۔ ذہانت و فطانت خدا داد تھی۔ معصوم اداؤں کے مالک تھے۔ قدرت نے جو ماحول عطا فرمایا تھا اس کی مستورات اپنے وقت کی رابعہ تھیں اس سے وہ کندن ہو گئے ۱۹۴۴ء میں حضرت مولانا محمد الیاس کے بعد انہوں نے اکابر کی دعاؤں اور بھرپور اعتماد کے ساتھ کام کو سنبھالا اور واقعی حق ادا کر دیا۔ اس مختصر عمر میں اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں عرب و عجم کے مختلف ممالک میں اس کام کو پھیلایا۔

ان سطور کے راقم نے خود بعض مقامات پر مرحوم کے ارشادات سنے، واقعہ یہ ہے کہ بغیر کسی تمہید اور تکلف کے سادگی سے آپ کا بیان ہوتا لیکن اس کی اثر آفرینی کا اپنا ہی رنگ تھا۔ میں نے لاکھوں کے اجتماع میں بھی حضرت والا کے ارشادات سنے اور ان اجتماعات میں ان لوگوں کو بھی شامل دیکھا جو مسلک ولی اللہی اکابر دیوبند سے ایک گونہ کد رکھتے ہیں لیکن ان گنہگار آنکھوں نے انہیں بھی سر جھکائے اور آنسو بہاتے دیکھا۔

مولانا محمد یوسف جواں مرگی کا شکار ہو گئے۔ حکمت الٰہی یونہی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں بظاہر دو حکمتیں تو بالکل واضح تھیں۔

ہنٹر نے امیر المومنین حضرت السید بریلوی قدس سرہ کی تحریک پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ تحریک اپنے قائدین کی موت و حیات سے بے نیاز ہو چکی ہے۔ حضرت سیدؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک چلتے چلاتے حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے کام اور سوچ کے روپ میں سامنے آئی۔ مولانا محمد الیاس بھی انہی کے عزیز شاگرد تھے اور ان کا کام بھی بلا شبہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اس لئے قدرت یہاں بھی یہی مظاہرہ کرنا چاہتی تھی اور جو لوگ مولانا محمد یوسف کے معاملہ میں یہ سوچتے تھے کہ حضرت جی کے دم سے ساری بہاریں ہیں۔ انہیں قدرت متنبہ کرنا چاہتی تھی کہ حضرت جی کی عظمت کا باعث اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے ان کی مخلصانہ جدوجہد تھی نہ یہ کہ اسلام ان کا مرہون منت ہے۔

مولانا گئے تو ان کے صاحبزادے ہارون میاں کو قدرت نے باپ دادا کے مقام پہ لا کھڑا کیا۔ یہ نوجوان جس طرح طوفان بن کر ابھرا وہ کل کی بات ہے لیکن ۴۲، ۴۳ سال عمر میں خدا نے اس کو بھی اپنے یہاں بلا لیا۔ اور ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ خدا اپنے کام کے لئے جس کو چاہے منتخب کر لے۔ اب اس وقت دنیا میں دادا ہے نہ باپ اور نہ پوتا لیکن کام کام ہے اور جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہیگا۔

آج دنیا کے بعض شہرہ چشم کچھ بھی کہیں لیکن اس تحریک نے عقائد و اعمال کی دنیا میں جو انقلاب پیدا کیا ہے۔ اس کا اندازہ بڑی آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔

دنیا کا وہ کونسا خطہ ہے، جہاں لوگ شوق عمل سے سرشار چلے نہیں جا رہے، وقت اپنا، سرمایہ اپنا لیکن جنون ہے جو ان کو لئے لئے پھر رہا ہے۔ اور پھر یہ لوگ کسی سے الجھے بغیر بحث و مباحثہ کے بغیر اپنا کام کرتے ہیں۔ سیدھی سادی دین کی دعوت ہے۔ اعمال کا شوق دلایا جاتا ہے، علماء کا احترام، مدارس کی عظمت، ضرورت اتحاد و انصاف یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی تعلیم بھی ہوتی ہے اور عملی تربیت بھی۔

دنیا کے اطراف میں مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں جماعت کے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ کہیں بڑے کہیں چھوٹے۔ اور ان اجتماعات میں اسی کام کا جائزہ لیا جاتا ہے اور بس۔ لیکن ان اجتماعات میں جو اہمیت رائے ونڈ کے اجتماع کو حاصل ہے اس کی مثال کہیں مشکل ہی سے ملے گی۔

لاہور سے جانب جنوب ۲۸، ۳۰ میل کے فاصلہ پر رائے ونڈ ایک بستی ہے۔ اچھی خاصی بستی۔ یہاں تقسیم ملک کے بعد میوات کے علاقہ کے لوگ زیادہ آباد ہوئے اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو اسی جماعت و تحریک سے وابستہ تھے۔ انہی کے جذبات صادقہ نے اکابر کو اس طرف متوجہ کیا اور اس طرح رائے ونڈ اس تحریک کے صدقہ دنیا میں رشد و ہدایت کے مرکز کے طور پر معروف ہو گیا۔

امسال ۳۰، ۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر کو اسی مقام پر اجتماع ہوا۔ دنیا کا وہ کونسا ملک تھا جہاں کے افراد نہ آئے ہوں۔ عربی۔ عجمی سبھی تھے۔ رنگ مختلف زبانیں مختلف لیکن وہ سب کلمہ ایمان و اسلام کے رشتہ سے بھائی بھائی تھے۔ اور اس کلمہ ایمان نے بعد و افتراق کی تمام باتیں مٹا

(باقی ۱۸ پر)

پیش کش : جناب ظہور احمد صاحب (۱۸) ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

ثُمَّ بدا لهم من بعد ما ..... ولكن اکثر الناس لا یشکرون۔

گزشتہ درس میں آپ سماعت فرما چکے کہ زلیخا نے ایک ضیافت کا اہتمام کیا تھا اور اس میں شریک ہر خاتون اور بیگم کے ہاتھ میں ایک چھری پکڑا دی تھی۔ اور پھر اس موقعہ پر زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے آنا۔ یوسف علیہ السلام پر ان کی نظر کا پڑنا تھا کہ انہوں نے پھل کے بجائے اپنے ہاتھوں کو زخمی کر لیا۔ اور زبان سے کہہ دیا۔ حاش لله ما هذا بشرا۔ ان هذا الا ملك كريم۔

اس موقعہ پر زلیخا نے ان بیگمات سے کہا کہ یہی وہ ہے جس کے معاملہ میں تم مجھے لعنت ملامت کرتی تھیں۔ اور پھر اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کو اپنی مطلب برآری کے لیے ہر طرح پھسلایا، ڈرایا، دھمکایا لیکن یہ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح قائم رہا۔ لیکن میں اسے پھر سنا کر کہتی ہوں کہ میں نے یہ کام ضرور اس سے لینا ہے اور اگر اس نے نہ کیا تو اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا، جیل جانا ہو گا۔

اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی :

رب السجن احب الی الخ کہ ایک طرف تو معصیت کی دعوت ہے دوسری طرف قید خانہ ہے لیکن مجھے معصیت کے تصور سے اور اس کے گھناؤنے پن سے جیل کی تکلیف پسند اور گوارا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ والا تصرف الآیہ یعنی اگر آپ نے ان کے دلدر، مکر و فریب اور داؤ پیچ کو مجھ سے دور نہ کیا تو مجھے اپنی ذات پر ذرا بھروسہ نہیں (گویا سب کچھ آپ کے قبضہ میں ہے) چنانچہ فاستجاب لہٗ ربہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ اور عورتوں کے مکر و فریب سے ان کو محفوظ رکھا۔

اب آپ غور فرمائیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عفت کی جتنی علامتیں ہو سکتی تھیں سب ایک ایک پوری ہو گئیں۔

سب سے پہلے شهد شاهد من اهلها پر غور کریں کہ جب اس سے مراد شیر خوار بچہ ہو تو اس کا بولنا ہی کتنی بڑی بات ہے۔

پھر اس بچہ نے جو اصول بتلایا اس پر توجہ کریں۔ پھر اس دعوت میں زلیخا نے اعتراف کیا کہ میں نے اسے پھسلایا لیکن یہ قائم رہا۔ کسی کی پاکدامنی کے لیے اس سے زیادہ کیا دلیل و برہان ہو سکتی ہے ؟

ان تمام نشانیوں کے دیکھنے کے بعد عزیز مصر اور ان کے رفقاء نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا جائے۔ مصلحت یہی ہو سکتی ہے کہ ان کے قید میں جانے سے چرچا کم یا ختم ہو جائے ۔ ہو سکتا ہے کہ زلیخا نے اپنے شوہر پر دباؤ ڈالا ہو کہ اس کو ضرور قید خانہ میں ڈالا جائے تاکہ مجھے بری سمجھا جائے اور ان کو مجرم سمجھا جائے۔ کیونکہ عام طور پر جیل بھیجے جانے والے کو مجرم سمجھا جاتا ہے (اگرچہ

(باقی ۱۸ پر)

ملخص: از تفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

گر تو میخواہی مسلماں زیستن — نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

قرآن حکیم آسمانی کتابوں میں سے آخری اور مکمل زندہ کتاب ہے۔ بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کو قرآن کہتے ہیں۔ یہ تمام سابقہ کتب سماویہ پر مُہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ ان کے اصلی مضامین کی حفاظت اور ان کی پیش گوئیوں کی صداقت کا علانیہ اظہار کرتا ہے۔ احکام الٰہیہ اور حقائق و معارف کو جو پہلی کتابوں میں نہایت اجمالی طور پر مذکور تھے کافی تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ اس میں سات منزلیں، ۳۰ پارے، ۱۱۴ سورتیں، (۸۶ مکیہ اور ۲۸ مدنیہ) ۵۴۰ رکوعات۔ ۶۶۶۶ آیات اور ۳۲۱۲۶۷۰ حروف ہیں۔ اس میں دو قسم کی آیات ہیں (۱) محکمات جن کی مراد معلوم اور متعین ہو یہ کتاب کی تعلیمات کی اصل ہوتی ہیں۔ (۲) متشابہات جن کی مراد معلوم اور متعین کرنے میں شبہ واقع ہو، ۱۱۴ سورتوں میں سے ۲۹ سورتیں ایسی ہیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں جن کے حقیقی معنی کسی کو معلوم نہیں ہیں۔ یہ حروف خدا اور رسول کے درمیان راز ہیں یہ بھی متشابہات میں سے ہیں۔

سورۃ فاتحہ، اساس قرآن کریم، ام القرآن، سبع مثانی، اور قرآن عظیم کہلاتی ہے کیونکہ یہ سورۃ تمام قرآن کا نچوڑ ہے سورۃ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ سورۃ رحمٰن قرآن کی زینت ہے۔ سورۃ بقرہ سنام القرآن (قرآن کی بلندی) ہے۔ سورۃ اخلاص ثلث قرآن ہے۔ سورۃ الکافرون ربع قرآن ہے۔ قرآن کی سب سے افضل آیت، آیت الکرسی ہے قرآن حکیم خدا کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ ہے اور اس کی نعمتوں میں سے سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے قرآن خدا کا کلام ہے اس کا اصلی رحمان ہے گو فرشتہ کے توسط سے ہو۔

قرآن نور ہے۔ قرآن برہان ہے۔ قرآن فرقان ہے۔ قرآن ہدایت، شفاء رحمت اور موعظت ہے۔

قرآن بشیر و نذیر ہے۔ قرآن ذکر، بصائر اور قول فصل ہے قرآن عزیز۔ کلیم، عظیم، اور مجید ہے۔ قرآن مُبین ہے۔ قرآن تبیاناً لِکُلِّ شَیْءٍ ہے (قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے)

نزول قرآن۔ قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے چالیس سال اور سات ماہ گزرنے کے بعد رمضان شریف کی چوبیس یا بروایت دیگر ۲۷ تاریخ لیلۃ القدر کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تمام و کمال اس موجودہ ترتیب سے نازل ہوا اور اسی روز سورہ علق پارہ ۳۰ کی پہلی پانچ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں نازل ہوئیں پھر ۲۳ سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت منشائے الٰہی کے مطابق نازل ہوتا رہا سب سے آخری آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا تھی پ۶ سورہ مائدہ (۵-۳) اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب نزولی اور تھی اور موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق جب کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوتی تھی تو آنحضرتؐ کاتب وحی کو بلا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کہنے کے مطابق اس کو اپنے اصلی موقعہ پر درج کرا دیا کرتے تھے۔

یہ قرآن کریم اعلیٰ و اکمل کتاب ہے جو خداوند عزّوجل نے اپنے مخصوص ترین بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بواسطہ جبرئیل امین عربی زبان میں اتاری۔ عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح، منضبط اور پُرشوکت زبان ہے جو کہ ملکۃ الا کہلاتی ہے نزول قرآن کے لئے منتخب کی گئی اور یہ رسول عربیؐ کی مادری زبان تھی اور اس کے اوّلین مخاطب عربی النسل تھے

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں بے شک قرآن اشرف الکتب ہے اور اشرف اللغات ہے۔ اشرف الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الملائکہ جبرئیلؑ کے ذریعے سے اشرف قطعۂ زمین (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) میں نازل ہوا اور اس کی ابتدا اشرف ماہ رمضان میں ہوئی لہٰذا یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل ہے

اعجاز قرآن۔ قرآن ایک جامع اور عظیم الشان کتاب ہے اس کے مقابلہ میں کوئی دوسری کتاب، کتاب کہلانے کی مستحق نہیں ہے اس کے اصول کتابت صاف دلائل روشن، احکام معقول، وجوہ واضح اور بیانات نہایت شگفتہ اور فیصلہ کن ہیں۔ اس کی عبادت انتہائی سلیس اور فصیح، اسلوب بیان نہایت مؤثر، تعلیم نہایت متوسط و معقول جو ہر زمانہ اور ہر طبیعت کے مناسب

اور عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے کسی قسم کی افراط و تفریط کا اس میں شائبہ نہیں اس کی آیات لفظی و معنوی ہر حیثیت سے جچی تلی ہیں، نہ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقعہ کے خلاف ہے۔ الفاظ کی قبا۔ معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ ؎

آج دنیا میں قرآن حکیم ہی صحیح راستہ بتلانے والی کتاب ہے۔ اور ظنون و اوہام کے مقابل میں سچے حقائق پیش کرنے والی ہے۔ اس کے علوم و معارف احکام و قوانین، اور معجزانہ فصاحت و جزالت پر نظر کر کے کہنا پڑتا ہے کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں ہے جو خداوند قدوس کے سوا کوئی شخص یا کمیٹی بنا کر پیش کر سکے پورا قرآن تو بجائے خود رہا۔ اس کی ایک سورت کا بھی مثل لانے سے تمام جن و انسان قیامت تک عاجز ہیں۔ قرآن اپنی فصاحت و بلاغت، حسنِ اسلوب، قوت تاثیر، شیریں بیانی طرز کی عظمت اور علوم و مضامین کے اعتبار سے بے مثل ہے۔

قرآن ایک ایسا کلام ہے جو نہ قصیدہ ہے نہ غزل ہے نہ مرثیہ ہے بلکہ وہ دلوں کو روشن کرنے والا کلام ہے۔ یہ قانون ہدایت ہے خدا کے علم سے روشن کی ہوئی مشعل ہے جسے نہ کوئی ہوا کا جھونکا گل کر سکتا ہے نہ کوئی آندھی بجھا سکتی ہے۔ جو تاثیر و دل نشینی قرآن کی نثر میں اس درجہ پائی جاتی ہے وہ ساری دنیا کے شاعر مل کر بھی اپنے کلاموں کے مجموعہ میں پیدا نہیں کر سکتے قرآن حکیم کے اسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ گویا نظم کی اصلی روح نکال کر نثر میں ڈال دی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ بڑے فصیح اور عاقل دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا سحر کہنے لگے۔ حالانکہ قرآنِ کریم میں تمام تر حقائق ثابتہ اور اصول محکمہ کو قطعی دلیلوں اور یقینی حجتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ تو لطیف اور روشن تعلیمات سے معمور ہے۔

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے یہ پُر حکمت وعظ ہے یہی سیدھا راستہ ہے زیادہ تلاوت کی وجہ سے یہ پرانا نہ ہو گا اس کے عجائبات ختم نہ ہوں گے۔ جس شخص نے اس کے ذریعہ سے کوئی بات کہی وہ سچا ہے اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو اجر عطا کیا جائے گا۔ اور جس نے اس کے ذریعہ سے ہدایت چاہی اس کو صراط مستقیم عنایت کیا جائے گا۔

قرآن تو وہ کتاب ہے جس کی آیتیں آسمان کے اوپر نہایت معزز بلند مرتبہ اور صاف ستھرے ورقوں میں لکھی ہوتی ہیں اور زمین پر بھی مخلص ایماندار اس کے اوراق نہایت عزت و احترام اور تقدس و تطہیر کے ساتھ اونچی جگہ رکھتے ہیں اس کتاب کو بغیر وضو کے چھوتے نہیں ہیں۔

حفاظتِ قرآن

اس کی حفاظت کا ذمہ خداوند کریم نے خود لیا ہے جس شان ہیبت سے اترا ہے بدوں ایک شوشہ یا زیر و زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی اور معنی سے محفوظ رکھا جائے گا۔ یہ لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ چلا آ رہا ہے اور رہے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول احکام کبھی نہیں بدلیں گے۔ یہ کسی خاص قوم اور بستی کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے لیے ہے

کتنا ہے

جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح ساڑھے تیرہ سو سال تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔

پہلی تمام کتابیں تحریف ہو چکی ہیں۔ کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اس لیے یہ تحریف سے پاک رہے گی۔ اس کی آیات مضبوط و محکم ہیں۔ اس کی ہر بات پکی ہے۔ الفاظ اس لیے کہ ہمیشہ تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں گے علوم اس لیے کہ تمام تر عقل و حکمت کے موافق ہیں احکام اس وجہ سے کہ آئندہ کوئی دوسری ناسخ کتاب آنے والی نہیں۔ اخبار قصص اس واسطے کہ ٹھیک ٹھیک واقعہ کے مطابق ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ خدائے علیم و حکیم نے اس کو اپنے کامل علم کے زور سے اتارا ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : احسن القصص

حقیقت میں ایسا نہ ہو) اور ہو سکتا ہے کہ اس کا یہ خیال ہو کہ جیل کی مشقتوں اور تکلیفوں کو دیکھنے کے بعد وہ میری مطلب برآری پہ آمادہ ہو جائے اور اس طرح میں اپنا کام اس سے نکال لوں۔

بہرحال یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی بالکل واضح ہو گئی لیکن انہوں نے جیل میں مصلحت سمجھی۔

(جاری ہے)

دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دینا ایک کھلی ہوئی حماقت ہے

* حاجی کمال الدین صاحب

تم خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی (ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ آدمی اس میں لگ جائے۔ یہ تو محض لہو و لعب اور ظاہری زیب و زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے پر بڑھوتری ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ مینہ برسا کہ اس کی وجہ سے پیداوار (ایسی بڑھی کہ وہ) کاشت کاروں کو اچھی معلوم ہونے لگی۔ پھر وہ کھیتی خشک ہوجاتی ہے کہ تو اس کو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چور ہو جاتی ہے (یہی حالت دنیا کی زیب و زینت اور بہار کی ہے کہ آج زوروں پر ہے۔ پھر اضمحلال ہے پھر زوال ہے) اور آخرت کی یہ حالت ہے کہ اس میں سخت عذاب ہے (جس سے بچنے کی انتہائی کوشش ہونی چاہیئے) اور خدا تعالیٰ کی طرف مغفرت اور رضامندی ہے (جس کے حاصل کرنے کی کوشش اس کی شان کے مناسب ہونی چاہیئے) اور یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ دنیا کی زندگی دھوکہ کا سامان ہے (جب دنیا کی یہ حالت ہے اور آخرت کی یہ کیفیت تو سعادت کی بات یہ ہے کہ) تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو (اور اس کی شان کے مناسب کوشش کرو اور نہایت اہتمام سے دوڑو) ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے۔ جو ایسے لوگوں کے لیئے تیار کی گئی ہے، جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و احسان ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ شانہٗ بہت زیادہ فضل والے ہیں (اگر کوئی اس کے فضل سے حصہ لینے والا بھی تو ہو)

امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ بچہ جب اس کو کچھ بھی سمجھ شروع ہوتی ہے تو وہ لہو و لعب کی طرف مشغول ہوتا ہے اور اس کے اندر اس کا ایسا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے مقابلہ میں اس کو کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس میں زیب و زینت اچھے کپڑوں کا پہننا، گھوڑے وغیرہ کی سواری کا شوق پیدا ہوتا ہے جس کے سامنے لہو و لعب کی لذت بھی لغو ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس میں جوانی کی لذتوں کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ شہوت پوری کرنے کے مقابلے میں اس کی نگاہ میں کوئی چیز نہیں رہتی۔ نہ مال و متاع کی وقعت رہتی ہے نہ عزت آبرو کی۔ اس کے بعد پھر اس میں بڑائی اور تفاخر اور ریاست کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو پہلے جذبوں پر غالب آجاتا ہے۔ یہ سب دنیاوی لذات ہیں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے مقابلہ میں ہر چیز لغو بن جاتی ہے۔ یہی اصل جذبہ ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے۔ پس ابتدائی زمانہ میں کھیل کود کی رغبت ہوتی ہے۔ اور بلوغ کے شروع میں شہوت کا زور ہوتا ہے۔ بیس سال کی عمر کے بعد سے ریاست کا جذبہ شروع ہوتا ہے اور چالیس سال کی عمر کے قریب سے علوم اور معرفت کا جذبہ شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ بچپن میں بچہ کھیل کے مقابلہ میں عورتوں کے اختلاط اور ریاست کو لغو سمجھتا ہے۔ اسی طرح یہ دنیادار ان لوگوں پر ہنستے ہیں جو اللہ کی معرفت میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ اللہ والے سمجھتے ہیں کہ یہ بچے ہیں بلوغ کے لطف کو جانتے ہی نہیں۔ (احیاء)

اس آیتہ شریفہ میں دنیاوی لذات کے سب انواع کو ذکر فرماکر اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ ساری ہی لذتیں دھوکہ ہیں اور کام آنے والی صرف آخرت اور آخرت کی زندگی ہے دنیا کی ساری لذتیں اس کھیتی کی طرح ہیں جو لہلہاکر خشک ہوجائے پھر اس کو ہوا اڑاکر فنا کردے۔

سورۃ والنازعات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس دن وہ بہت بڑا ہنگامہ (مصیبت کا دن یعنی قیامت کا دن) آجائے گا۔ جس دن آدمی یاد کرے گا کہ (دنیا میں) کس کام کے لئے کوشش کی تھی اور دوزخ اس دن آنکھوں کے سامنے ہوگی (اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے) کہ جس شخص نے (دنیا میں) سرکشی کی ہوگی اور دنیاوی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی ہوگی اس کا ٹھکانا تو جہنم ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور نفس کو (حرام) خواہشات سے روکا ہوگا۔ پس جنت اس کا ٹھکانا ہوگا۔ ا[illegible] طرح سورۂ (اعلیٰ) میں ارشاد ہوتا ہے کہ بے شک بامراد ہوگیا وہ شخص جو (برائیوں سے) پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا (مگر تم لوگ تو قرآن پاک کی نصیحتوں پر عمل ہی نہیں کرتے) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں زیادہ) بہتر ہے۔ اور ہمیشہ سے رہنے والی ہے۔

یہی مضمون حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے جن کے مضامین بہت سی روایات میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کل کتابیں کتنی نازل ہوئیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا چار کتابیں اور سو صحیفے۔ ان میں سے پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس اور حضرت موسیٰ پر توریت سے قبل دس صحیفے نازل ہوئے اور چار کتابیں توراۃ حضرت موسیٰؑ پر۔ انجیل حضرت عیسیٰؑ پر۔ زبور حضرت داؤدؑ پر اور قرآن شریف سیدالرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں میں کیا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ سب امثال (تنبیہات) تھیں (ایک مضمون اس کا یہ ہے) او غلبہ کرکے حکومت لینے والے بادشاہ اور حضور: میں نے تجھے اس واسطے نہیں اٹھایا تھا کہ تو دنیا کو توجمع کرتا رہے۔ میں نے تجھے اس واسطے ابھارا تھا کہ تو مظلوم کی آواز کو مجھ تک نہ آنے دے (اس کی دادرسی وہیں کردے) اس لئے کہ میں اس کی پکار کو رد نہیں کروں گا چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ عقل والے کے لئے ضروری ہے۔ اگر اس کی عقل مغلوب نہیں ہوگئی تو اپنے اوقات کو تین حصوں پر تقسیم کردے ایک حصہ میں اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز (اس کی عبادت) کرے ایک حصہ اپنے اوپر محاسبہ میں خرچ کرے کہ میں نے کیا کیا (کتنے اوقات نیکیاں کمانے میں خرچ کئے۔ کتنی برائیاں اور گناہ کمائے ہیں اور ان اوقات میں کیا کیا نیک کام کئے۔ اور کیا کیا برے کام کئے۔ نیکیاں کس درجے کی کمائیں اور گناہ کس درجے کے کئے اور کتنے اوقات محض بیکار ضائع کردیئے) اور ایک حصہ اپنی جائز ضروریات (کھانے کمانے) میں خرچ کرے۔ تاکہ یہ حصہ اوقات کا پہلے دو حصوں کے لئے مددگار بنے اور دلجمی کا اور پہلے دونوں کاموں کے لئے وقت کے فارغ کرنے کا سبب بنے اور عاقل کے لئے ضروری ہے کہ اوقات کا محافظ ہو۔ اپنے مشاغل میں متوجہ رہے اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ جو شخص اپنی بات کی نگہبانی کریگا بے کار باتوں میں گفتگو کم کرے گا اور عاقل کے لئے ضروری ہے کہ تین باتوں کا طالب رہے۔ ایک اپنی گذر اوقات یعنی معاشی اصلاح کا دوسری آخرت کا توشہ، تیسری جائز راحتیں (کھانا پینا، سونا وغیرہ) ان تین کے علاوہ جس چیز میں وقت ضائع کیا جائے محض بے کار اور لغو ہے۔ جب آدمی کوئی بات یا کام کرے تو یہ سوچ لے کہ ان تینوں میں سے کون سے میں داخل ہے۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ سب کی سب عبرت کی باتیں تھیں (منجملہ ان کے یہ بھی تھا) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو موت کا یقین ہو پھر وہ کسی بات پر کس طرح خوش ہوتا ہے۔ (کہ موت ہر وقت سر پر سوار ہے نہ معلوم کس وقت آجائے) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو موت کا یقین ہے پھر اس کو کسی بات پر ہنسی آئے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انقلاب کو دیکھے (کہ آج ایک شخص لکھ پتی ہے کل کو فقیر اور ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہے۔ آج ایک شخص [illegible]

اور کل کو حاکم بن رہا ہے) پھر اس کی کسی بات پر اطمینان کرے۔ اور (تعجب ہے) اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہو۔ پھر وہ کسی بات پر رنج کرے۔ اور تعجب ہے) اس شخص پر جس کو (قیامت کے دن) حساب کا یقین ہے۔ پھر وہ عمل نہ کرے (کہ اس دن ہر قسم کا جانی مالی مطالبہ نیک اعمال ہی سے پورا کیا جائے گا۔ اور اگر اپنے پاس نیک اعمال نہ ہوں گے دوسرے کے گناہ حساب پورا کرنے کے لئے لینے پڑیں گے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ پر بھی حضرت ابراہیم ؑ ... حضرت موسیٰ ؑ کے صحیفوں میں سے کچھ نازل ہوا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں۔ یہی آیت قد افلح من تزکّٰی ا... (منثور) (مومنون ع ۶)

حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر موت آجاتی ہے (اور آخرت کے احوال کھلنے لگتے ہیں) تو کہتا ہے۔ اے میرے رب مجھے (موت سے بچا کر) دنیا میں پھر بھیج دیجئے۔ تاکہ جس (دنیا کو اور اس کے مال ومتاع) کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس میں (واپس جاکر) نیک کام کروں (حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں) ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ (جس کا وقت آچکا ہے وہ ٹلتا نہیں) یہ (شخص جو کچھ کہہ رہا ہے وہ فضول ہے) ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے دنیاوی زندگی بہرحال ختم ہونے والی ہے۔ آخرت کی زندگی جو دائمی ہوگی۔ اس کے فکر اور تیاری کی اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ: تبلیغی اجتماع

ڈالی تھیں اور وہ لوگ ... بنیان مرصوص کا مصداق نظر آتے تھے۔

حاضری کتنی تھی۔ حتمی تعداد بتلانی مشکل ہے۔ اندازہ کرنے والے کہتے ہیں ۵ لاکھ لوگ ہوں گے۔ حدِ نظر تک انسانوں کے ٹھٹھ ... دور تک شامیانے اور قناتیں اور دور دراز علاقوں سے آئی ہوئی سپیشل بسیں بے پناہ تعداد میں تو ہم نے خود دیکھیں کسی ظاہری نظم وضبط کے بغیر بھی نظم وضبط کمال درجہ کا تھا اور یہ سب اسی کام کی برکت تھی۔

مختلف حضرات جو مختلف مقامات سے تعلق رکھتے تھے اپنے اپنے وقت پر تقریریں کرتے رہے تعلیم ہوتی رہی لیکن جب دہلی کے مولانا عبید اللہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سماں ہی دوسرا تھا۔

مولانا نے بے تکلفی کے عالم میں ملت کے اجتماعی مسائل میں سے ایک ایک مسئلہ پر اپنے خالق کے حضور فریاد کی۔ اس زندگی اور بعد کی زندگی کی بھلائی طلب کی۔ ظلم وستم، زلزلوں، آفتوں بلاؤں سیلابوں سے پناہ چاہی۔ اور ہر جملہ اس انداز سے ادا کیا کہ لاکھوں لوگ جو مشغول دعا تھے ان کی آہیں اور سسکیاں دور دور تک سنائی دیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ مولائے قدوس کے بندے اپنی کوتاہیوں پر صمیم قلب سے نادم ہیں اور دل کی گہرائیوں سے فریاد کناں ہیں۔ آنکھوں سے آنسو آواز میں کپکپاہٹ ایک عجیب کیفیت تھی۔

میرے جیسے پتھر دل بھی ضبط نہ کرسکے اور مجھے یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ہاتھوں کو اس طرح خالی واپس نہیں لوٹایا کرتے۔ بڑی ... بے چینی سے انتظار تھی محدث کبیر مولانا محمد زکریا کا۔ لیکن افسوس کہ انسانیت کے روپ میں ... جو حاکمانہ قوت کے مالک ہیں، انہوں نے اجازت نہ دی اور اس طرح ہم لوگ اس شیخ العصر کی زیارت سے محروم رہے ... خیال تاثرات لکھنے کا تھا۔ اسی خیال سے قلم اٹھایا اور معلوم نہیں کیا لکھا۔ جو کچھ ہے بخشش ونجات کی غرض سے لکھا ہے۔ اللہ قبول کرے۔

دعاءِ صحت

جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنما حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد نیو انارکلی لاہور عرصہ ایک سال سے صاحبِ فراش ہیں مورخہ ۱۳/۱۱/۷۶ کو دوبارہ اپریشن کے لیے میو ہسپتال داخل ہوچکے ہیں اکابرین وکارکنان جمعیۃ سے دعا کی درخواست ہے رب کریم حضرت مولانا کو صحت عطا فرمائے۔ اور ان کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

(طالب دعا: عبدالرحمان میاں

خطیب مرکزی جامع مسجد نیو انارکلی لاہور

ماخوذ من الجامع الصغ

تحقیق الامام جلال الدین سیوطیؒ
ترجمہ و ترتیب، زاہد الراشدی

ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ابراہیمی وظیفہ خطیب بغدادیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے آگ میں ڈالے جانے سے پہلے جو آخری کلام کیا وہ یہ وظیفہ تھا "حسبی اللہ ونعم الوکیل"۔

لعنت کے مستحق نسائیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قیامت کے دن مندرجہ ذیل افراد ملعون قرار دیے جائیں گے۔ ۱۔ سود کھانے والا، کھلانے والا، لکھنے والا اور اس کے گواہ ۲۔ حسن کے لیے جسم پر نشانات گودنے اور گدوانے والی عورتیں ۳۔ صدقہ میں ٹال مٹول کرنے والا ۴۔ ہجرت کے بعد مرتد ہونے والا اعرابی

بچیوں کی تربیت ابوداؤدؒ اور بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عورتوں کو لڑکیوں کے بارے میں حکم دو" وہ ان کی صحیح تربیت کریں۔

منافق کی نشانی بخاریؒ تاریخ میں ابن ماجہؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے درمیان اور منافقین کے درمیان فرق یہ ہے کہ منافق خوب سیر ہو کر زمزم نہیں پیتے

انصار سے محبت احمدؒ بیہقیؒ اور نسائیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض نفاق کی نشانی ہے

منافق کی علامات بیہقیؒ ترمذیؒ اور نسائیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں ۱۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے ۲۔ جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے ۳ جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

بیوی کا حق ابوداؤدؒ حضرت بہز بن حکیمؒ کے دادا سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی کھیتی (بیوی) کے پاس جیسے چاہو آؤ، جب خود کھانا کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، جب خود لباس پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو

دعوت قبول کرو مسلمؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب [illegible] ت پر بلایا جائے تو دعوت کو قبول کرو

زیتون کی برکت ابن ماجہؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیتون کے تیل سے سالن بناؤ اور اسے تیل کے طور پر بھی استعمال کرو وہ برکت والے درخت سے نکلا ہے

عورت کی نماز احمدؒ مسلمؒ، ابوداؤد اور ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت دیا کرو۔

قاتل کی توبہ طبرانی سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ نے مومن کے قاتل کو توبہ کا حق دینے سے انکار کر دیا ہے۔

بدعتی کی توبہ ابن ماجہ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بدعتی کی توبہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جب تک وہ بدعت ترک نہ کرے۔

اہل وعیال پر خرچ نسائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خرچ کرتے ہیں پہلے اپنے نفس سے کرو اپنے آپ پر خرچ کرو اس کے بعد اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو پھر رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر بچ جائے تو دوسرے لوگوں پر خرچ کرو۔

خوشخبری احمد اور طبرانی سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوش ہو جاؤ اور اپنے پیچھے دوسرے لوگوں کو بھی خوشخبری دو کہ جس شخص نے دل کی صفائی کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھ لیا وہ جنت میں جائے گا۔

ناپسندیدہ کام ابو داؤد ابن ماجہ اور حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مباح چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مبغوض چیز طلاق ہے

ناپسندیدہ شخص ۱۔ بیہقی، ترمذی، احمد اور نسائی سند صحیح کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ترین آدمی وہ ہے جو جھگڑالو اور فسادی ہے۔

۲۔ بخاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین اشخاص تین ہیں ۱۔ حرم پاک میں الحاد کرنے والا ۲۔ اسلام میں جاہلیت کی سنت تلاش کرنے والا ۳۔ جو کسی کا ناحق خون کرنے کے درپے ہو۔

۲۔ بخاری حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین اشخاص تین ہیں ۱۔ حرم پاک میں الحاد کرنے والا ۲۔ اسلام میں جاہلیت کی سنت تلاش کرنے والا ۳۔ جو کسی کا ناحق خون کرنے کے درپے ہو

کمزور کی مدد طبرانی سند حسن کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی حاجت (متعلقہ حاکم تک) نہیں پہنچا سکتا اس کی حاجت کو پہنچاؤ کیوں کہ جس شخص نے کسی ایسے شخص کی حاجت کو آگے پہنچایا جو اپنی حاجت پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پل صراط پر ثابت قدم رکھیں گے۔

داڑھی کا خلال ابن ابی شیبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہا کہ جب آپ وضو کریں تو داڑھی میں خلال ضرور کریں۔

مومن کی عزت بیہقی اور حاکم سند صحیح کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جب تک چاہیں زندہ رہیں بالآخر آپ نے دنیا سے رخصت ہونا ہے آپ جس سے چاہیں محبت کریں بالآخر آپ نے اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل چاہیں کریں آپ کو اس کا بدلہ ملے گا اور جان لیں کہ مومن کا شرف رات کے قیام میں اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے۔

درود شریف کا ثواب احمد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ جس شخص نے آپ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں درج کرتے ہیں اس کے دس گناہ مٹاتے ہیں۔ دس درجے بلند کرتے ہیں اور اسے درود کا جواب اسی جیسا دیتے ہیں۔

غلاموں کے بارے میں بخاری الادب المفرد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

امیر کی اطاعت ترمذیؒ ابن حبانؒ اور حاکمؒ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو پانچ نمازیں ادا کرو اپنے پاکیزہ اور پسندیدہ مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تاکہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

تفسیر بالرائے احمدؒ اور ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو سوائے ان باتوں کے جن کا تمہیں پوری طرح علم ہو کیونکہ جس نے میری طرف جان بوجھ کر غلط بات منسوب کی یا جس نے قرآن پاک کے بارے میں اپنی رائے سے بات کی اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

لعنتیوں کا کام ابو داؤدؒ ابن ماجہؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنتیوں کے کام سے بچو اور پانی کی گھاٹیوں، کھلے راستوں اور سائے کے نیچے پاخانہ نہ کرو۔

آگ سے بچو بیہقیؒ اور نسائیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آگ سے بچو اگرچہ نصف کھجور ہی سے ہو"

مظلوم کی بددعا حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ شرارہ کی طرح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

۲۔ ابو یعلیٰؒ اور احمدؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہو کیونکہ مظلوم کی بددعا کے آگے کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

مومن کی فراست بخاریؒ تاریخ میں اور ترمذیؒ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

پل صراط پر ثابت قدمی ابن عدیؒ اور دیلمیؒ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے پل صراط پر وہ سب سے زیادہ ثابت قدم رہے گا جس کی محبت میرے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کے ساتھ زیادہ ہوگی۔

فتنہ سے بہتر ابن منصورؒ اور احمدؒ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم دو چیزیں ناپسند کرتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے بہتر ہے وہ موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ موت اس کے لیے فتنہ و آزمائش سے زیادہ بہتر ہے اور وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ جتنا مال کم ہوگا اتنی ہی حساب بھی کم ہوگا۔

کھانے پر اجتماع احمدؒ ابو داؤدؒ ابن ماجہؒ ابن حبانؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے پر زیادہ سے زیادہ لوگ جمع کرو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔

ہلاک کرنے والے گناہ بیہقیؒ ابو داؤدؒ اور نسائیؒ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچو! ۱۔ شرک ۲۔ جادو ۳۔ ناحق قتل ۴۔ سود خوری ۵۔ یتیم کا مال کھانا ۶۔ میدان جہاد سے بھاگنا ۷۔ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

شر کی کنجی بیہقیؒ اور حاکمؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شراب سے بچو کیونکہ وہ ہر شر کی چابی ہے۔

نشہ اور اشیاء طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور حلوانیؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اس چیز سے بچو جو نشہ آور ہو۔

پسندیدہ ترین عمل احمدؒ ابو داؤدؒ بخاریؒ اور نسائیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل یہ ہے کہ آدمی وقت پر نماز ادا کرے پھر ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے

پسندیدہ مقام احمدؒ طبرانیؒ اور بخاریؒ الادب المفرد میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک پسندیدہ ترین مقام مسجد اور مبغوض ترین مقام بازار ہے۔

کلمۂ حق احمدؒ اور طبرانیؒ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو ظالم بادشاہ کے سامنے بلند کیا جائے۔

پسندیدہ روزہ احمدؒ ابوداؤدؒ مسلمؒ بخاریؒ نسائیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ جو نصف رات سوتے تھے پھر رات کا تیسرا حصہ نماز پڑھتے تھے اور اس کے بعد رات کا چھٹا حصہ دوبارہ نیند کرتے تھے۔

اپنی پسند بخاری تاریخ میں ابویعلیٰؒ طبرانیؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ حضرت یزید بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

عربوں سے محبت طبرانیؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عربوں سے تین وجہ سے محبت کرو ۱۔ اس لیے کہ میں عربی ہوں ۲۔ قرآن کریم عربی میں ہے ۳۔ جنتیوں کی زبان عربی ہوگی۔

منہ پر تعریف ابن ماجہؒ حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منہ پر تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو۔

باپ کی محبت بخاریؒ الادب المفرد میں طبرانیؒ اور بیہقیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے باپ کی محبت کی حفاظت کرو اور اسے قطع نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نور کو بجھا دیں گے۔

رشوت امام احمدؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امیر کا رشوت قبول کرنا حرام ہے اور قاضی کا رشوت قبول کرنا کفر ہے۔

دین خالص حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دین کو خالص رکھو تمہیں تھوڑے اعمال بھی کفایت کر جائیں گے۔

ناپسندیدہ لقب بخاریؒ مسلمؒ ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا لقب بادشاہوں کا بادشاہ (شہنشاہ) ہے کیوں کہ بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

حد کو ٹالنا ابن ابی شیبہؒ ترمذیؒ حاکمؒ اور بیہقیؒ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانوں سے حدود (سزائیں) جس حد تک تمہارے لیے ممکن ہو ٹالنے کی کوشش کرو اگر کسی مسلمان کے لیے بچاؤ کی صورت ممکن ہو تو ضرور کرو۔ کیوں کہ امیر کا معاف کرنے میں غلطی کر جانا بہتر ہے اس بات سے کہ سزا دینے میں غلطی کرے

سردار کی عزت ابن ماجہؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی عزت کرو۔

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطانی رواجوں پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

وقت کا ایک اہم تقاضا

تاریخ اسلام کی تدوینِ جدید

قسط نمبر ۴

قاری محمد سلیمان ٹیکسلا

اس سے پہلے کہ دورِ خلافت کے سازشیوں کا ذکر شروع کیا جائے میں دورِ رسالت کی چند اور متفرق سازشوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ جن سے تاریخ کا طالب علم صرف نظر نہیں کر سکتا

منافقین چونکہ بزدل تھے، کھل کر سامنے نہ آسکتے تھے۔ اس لئے وہ اکثر طعن و تشنیع اتہام تراشی، جوڑ توڑ اور مخبری پر رہتے۔ چنانچہ جنگ خندق کے موقعہ پر ایک منافق معصب بن قشیر نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوستوں کو شام، ایران اور یمن دے رہے ہیں۔ لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ مدینہ میں بھی چین سے نہیں رہ سکتے۔

ایک اور منافق نے کہا بے فکری سے رفع حاجت کے لئے تو جا نہیں سکتے اور قیصر و کسریٰ کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ایک دفعہ آپ کی اونٹنی کھو گئی۔ تو ایک یہودی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے کہ میرے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم، میں نہیں جانتا لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف میری راہنمائی کر دی ہے اور وہ اس (فلاں) گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل روک رکھی ہے چند صحابہؓ گئے اور اونٹنی کو وہاں اسی طرح پایا۔ جیسے حضور نے فرمایا تھا۔

چند متفرق سازشیں

عرنیہ کے منافق جن کو خارش ہو گئی تھی۔ ان کی اپنی تجویز کے مطابق انہیں اونٹوں کی چراگاہ میں بھیج دیا گیا۔ جہاں انہوں نے سرکاری اونٹنیوں کا دودھ پیا اور کھلی آب و ہوا میں رہے۔ تو چند ہفتوں میں تندرست و توانا ہو گئے۔ انہوں نے بجائے شکریہ کے حضور صلی اللہ کے خادم کو (جو اونٹوں کی دیکھ بھال پر مقرر تھے) نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ ہاتھ پاؤں بھی کاٹ دیئے۔ آنکھوں میں ببول کے کانٹے چبھوئے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں بریدہ لاش کو درخت کے ساتھ لٹکا دیا اور تمام اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔

قبیلہ عضل وقارہ کے سات آدمیوں کو قریش مکہ نے براہ فریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے عرض کیا ہماری ساری قوم نے اسلام میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چند معلم (سکھانے والے استاد) بھیج دیں۔ آپ نے دس صحابہ کرامؓ کو ایک امیر کی سرکردگی میں ان کے ساتھ بھیج دیا، جب یہ قافلہ سفر کرتا ہوا رجیع نامی تالاب پر پہنچا۔ تو ان سازشیوں نے قبیلہ ہذیل کے دو صد آدمیوں کو بلایا جب صحابہ کرامؓ نے اپنے آپ کو محصور پایا تو مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ آٹھ صحابیؓ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے دو کو زندہ گرفتار کر کے مکہ لے گئے۔ قریش مکہ نے دونوں کو خرید لیا۔ اور چند دن بھوکا پیاسا رکھ کر دونوں کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔

بیر معونہ کے شہید اسی طرح ایک عرب سردار ابو ابراء عامر بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو دعوت دی لیکن وہ مسلمان نہ ہوا۔ البتہ اسلام کو پسند کیا۔ اپنی قوم کی خیر خواہی کا خیال ظاہر کر کے نجد کے لئے معلم مانگے۔ آپ نے اہل نجد سے خطرہ کا اندیشہ ظاہر فرمایا۔ ابو براء نے تسلی دی اور عرض کیا

میں ان کو اپنی حمایت میں لے لوں گا۔ آپؐ نے منذرؓ بن عمرو ساعدی کو امیر بنا کر ستر صحابہؓ کے ساتھ بھیجا جو سب کے سب حافظ قاری تھے، جب یہ لوگ بیر معونہ پر پہنچے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک حرامؓ بن ملحان صحابی کے ہاتھ وہاں کے سردار عامر بن طفیل کے پاس بھیجا جو ابوبراء کا بھتیجا تھا۔ اس نے خط پڑھے بغیر سفیر کو قتل کر دیا۔ اور اپنی قوم بنی عامر کو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی لیکن کوئی نہ تیار ہوا۔ اس لئے کہ ابوبراء مسلمانوں کو امان دے چکے تھے۔ پھر وہ بنو سلیم کے پاس گیا اور بنو سلیم کے سرداروں کو ورغلایا۔ تو وہ تیار ہو گئے۔ اور ایک بھاری جمعیت کے ساتھ صحابہ کرامؓ پر ٹوٹ پڑے۔ سب کو شہید کر دیا۔ صرف ایک صحابی عمروؓ بن امیہ کو زندہ گرفتار کیا اور ان کے چہرے کے بال تراش کر چھوڑ دیا۔ یہ بھی اس لئے کہ عامر بن طفیل کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ کو بہت شدید صدمہ ہوا اور مسلسل ایک ماہ تک ان ظالموں کے لئے بد دعا فرماتے رہے۔ عامر بن طفیل ایک ماہ بعد طاعون سے مر گیا۔ ابوبراء جو صحابہؓ کو لے گیا تھا وہ بھی اس واقعہ کے چند روز بعد اسی غم میں مر گیا۔

ایک زبردست سازش

عمروؓ بن امیہ صحابی جب قید سے چھوٹ کر واپس مدینہ آ رہے تھے تو ان کو راستے میں بنو عامر کے دو شخص ملے۔ جن کو دشمن سمجھ کر عمرو بن امیہ صحابی نے قتل کر دیا حالانکہ وہ مسلمانوں کی امان میں تھے۔ لیکن حضرت عمروؓ بن امیہ کو معلوم نہ تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا وہ تو ہماری امان میں تھے، ہم سے عہد و پیمان کر گئے تھے۔ اب تو ان کا خون بہا دینا ضروری ہے۔ یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر بھی بنو عامر کا ہم عہد تھا۔ اور مسلمانوں سے بھی ان کا معاہدہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ میں بنو نضیر سے مشورہ ضروری سمجھا اور یہ بھی کہ خون بہا میں مدد کریں۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو ساتھ لے کر بنو نضیر کے پاس گئے۔ بنو نضیر نے خون بہا میں شرکت کی بظاہر آمادگی ظاہر کی اور آپؐ کو قلعہ کے ساتھ بٹھا کر ادھر ادھر لوگوں کی فراہمی کے لئے چل دیئے۔ لیکن آپؐ کو ایسے موقعہ پر بٹھایا جہاں قلعہ کی منڈیر پر بہت بڑا بھاری پتھر دیوار کی طرح رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ بڑا اچھا موقعہ ہے۔ آج ان سب کو نپٹا دو۔ ایک آدمی فوراً اوپر چڑھا تاکہ اس پتھر کو دھکیل دے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی دب کے مر جائیں۔ چنانچہ عمرو بن محاسن بن کعب تیار ہو گیا اور فوراً اوپر چڑھا ابھی پتھر گرانے نہ پایا تھا کہ بذریعہ وحی آپؐ کو مطلع کر دیا گیا۔ آپؐ ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور واپس چل دیئے۔ اب یہودیوں نے ہزار کوشش کی کہ آپؐ رک جائیں۔ لیکن آپؐ نے ان کو ڈانٹ دیا کہ تم تو ہمارے ہی قتل کے منصوبے کرنے لگے ہو۔ آپؐ نے مدینہ منورہ پہنچ کر دوبارہ عہد نامہ لکھنے کو پیغام بھیجا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ تو آپؐ نے حکم دیا کہ دس روز کے اندر اس بستی کو خالی کر دو۔ اور اپنے لئے کوئی اور جگہ تلاش کر لو۔ بنو نضیر نے اس سے بھی انکار کر دیا اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ آپؐ نے بالآخر ان پر چڑھائی کر دی۔ وہ قلعہ میں بند ہو گئے۔ پندرہ روز تک محاصرہ جاری رہا۔ لیکن آخر کہاں تک محصور رہتے۔ پندرہ روز کے بعد جلا وطنی پر تیار ہو گئے۔ چنانچہ ہتھیاروں کے بغیر ہر قسم کا سامان لے جانے کی ان کو اجازت دے دی گئی۔ وہاں سے نکل کر یہ یہودی کچھ شام میں اور زیادہ تر خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔

ایک اور مکروہ سازش

قبیلہ بنو نضیر میں، حیی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق، سلام بن مشکم۔ کنانہ بن ربیع بڑے سردار تھے۔ یہ سردار اور قبیلہ کا بڑا حصہ خیبر جا کر آباد ہوئے اب مسلمانوں کے خلاف سب سے بڑا محاذ خیبر میں قائم ہو گیا۔ یہودیوں نے غیر معمولی جنگی تیاریاں کیں منافقین کے ذریعہ مسلمانوں کے ہر حال سے بھی ہر وقت باخبر

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں
تبصرہ باری پر ہوگا۔

بریلوی فتنہ کا نیا روپ

یہ امت کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ اس میں وقتاً فوقتاً ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں جنہوں نے امت کی اجتماعیت اور وحدت کو پارہ پارہ کیا۔ اس کے عقائد و اعمال کو بگاڑا اور ہر وہ کام کیا جس کی بہ حیثیت مسلمان نہ گنجائش تھی نہ اجازت۔ لیکن مالک کریم کا انتہائی کرم یہ ہے کہ اس نے اس قسم کے افراد کی حرکات کا نوٹس لینے کے لیے بھی بروقت آدمی پیدا کر دیے جنہوں نے خوف و خطر سے بے نیاز ہوکر اس قسم کے افراد کی نقاب کشائی کی اور ان کی اصلیت دنیا پر واضح کی تاکہ خلقِ خدا ان کے ضرر و نقصان سے بچ سکے۔

جن لوگوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی یہ بنایا کہ وہ امت کو چین سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ ان میں خان احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا نام بہت مشہور ہے جن کی سوچ اور فکر کی بنیاد پر ایک مستقل طبقہ "بریلویت" کے نام سے معرضِ وجود میں آچکا ہے۔ خاں صاحب کے متبعین انہیں اعلیحضرت، مجدد مائۃ حاضرہ اور بہت کچھ کہتے اور لکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے خاں صاحب کی تمام زندگی ایسے مشاغل میں گزری جو کسی طرح بھی قابل رشک نہ تھے بلکہ انتہائی درجہ قابل افسوس تھے اور جن سے ملت کو شدید نقصان پہنچا۔

مثلاً انہوں نے ملک بھر کے تمام ثقہ اور جید علماء کی رائے کے علی الرغم انگریزی راج کو بایں طور سہارا دیا کہ اس کی تمامتر ظالمانہ حرکات کے باوجود اس کو دورِ نامسعود کو بھی اسلامی ہندوستان میں شامل کیا۔ اس نظریہ کے بعد ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو انگریز سے نبرد آزما تھے وہ خانصاحب کی آنکھ کا تارا نہیں بن سکتے تھے بلکہ وہ لوگ خار بن گئے اور خانصاحب نے ان کے خوب خوب لتّے لئے۔ خوف خدا و آخرت سے بے نیاز ہو کر وہ وہ باتیں ان کی طرف منسوب کیں کہ الاماں!

اس پر بس نہیں بلکہ انہوں نے ایسے عقائد و اعمال کی بنیاد پر ایک مستقل مکتب فکر کی نیو اٹھائی جو قرآن و سنت اور امت کے اجتماعی عمل کے بالکل خلاف تھے۔ اور اس ساری کاوش کو "سنیت" کا نام دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے زمانہ میں ہی ایسے رجال کار پیدا کر دیے جنہوں نے "مجدد" کا کردار ادا کر کے ان کی تحریک کے اصلی روپ کو دنیا کے سامنے رکھا۔ اور مومنانہ عزیمت سے بدعت و تکفیر بازی کے اس مشغلہ سے خلقِ خدا کو بچایا۔ اس سے ان کی تحریک کی شورا شوری خاصی مدھم پڑ گئی۔ پھر جب ان کے بعد ان کے جانشین وغیرہ نئے انداز سے مسلح ہو کر سامنے آئے تو قدرت نے بھی نئے حضرات کو کھڑا کر دیا۔ ان میں مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کا نام سر فہرست ہے۔ موصوف نے تکفیر بازی و بدعت کے گھر یعنی "بریلی شریف" میں قیام کر کے اس فتنہ کے تارپود بکھیرے اور حقیقت یہ ہے کہ مولانا نعمانی اور اس دور کے دوسرے حضرات کی مخلصانہ جدوجہد سے یہ فتنہ تقریباً موت کے کنارے پہنچ گیا۔ لیکن ابھی تھوڑے عرصہ پہلے پھر "سنیت" کے علمبردار سامنے آئے۔ اور اب کے انہوں نے عجیب و غریب تلبیس و دجل کے مظاہرے کر کے فتنہ پردازی کی جس کی صدائے بازگشت یورپ تک پہنچی۔ اس نئے مرحلہ میں جن لوگوں نے پرانی باتوں کو نئے انداز سے سامنے لاکر فتنہ پروری کی ان میں ارشد القادری صاحب نام کے کوئی صاحب خاصے مشہور ہیں اور ان کی کتاب "زلزلہ" خاصی

فتنہ پرور کتاب ہے۔ لیکن خدا بھلا کرے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مدرس مولانا محمد عارف سنبھلی کا کہ انہوں نے ابتدا میں تو مولانا محمد منظور نعمانی کو "جواب" کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن جب مولانا نے پسند نہ کیا تو خود کمر ہمت باندھی اور مولانا نعمانی کی نگرانی میں بہترین جوابی مقالہ لکھ دیا۔ جس میں نہ صرف "زلزلہ" کے مصنف کی خیانتوں، تلبیسات اور دجل و فریب کی بھرپور قلعی کھولی بلکہ اس فتنہ کی پوری تاریخ بھی شامل مقالہ کر دی۔ یہ دونوں کتابیں انڈیا کی تھیں۔ زلزلہ ایک عرصے سے پاکستان میں خرابی حالات کا باعث بنا ہوا تھا۔ ضرورت تھی کہ جوابی مقالہ شائع ہو۔ اللہ بھلا کرے ادارہ اسلامیات ۔ انارکلی لاہور کے مالکان کا انہوں نے ۲۴۰ صفحات کا یہ مقالہ بڑے خوبصورت انداز میں شائع کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں اس زہر کا یہ بہترین تریاق ہے اور انشاء اللہ اس سے اللہ کی مخلوق کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔ پونے سات روپے میں یہ مقالہ دستیاب ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو تاکہ فتنہ پروری کی زہر چکانی کا سدِباب ہو سکے۔

اسی ادارہ نے دوسری کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے "فتاویٰ میلاد شریف مع طریقۂ میلاد شریف"۔ یہ رسالہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں دو رسالے شامل ہیں۔ فتاویٰ میلاد شریف جو حضرت محدثِ عصر مولانا احمد علی سہارنپوری قدس سرہٗ اور فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بیسیوں علماء کی آراء پر مشتمل ہے۔ ساتھ ہی حکیم الامت حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کا رسالہ "طریقۂ میلاد شریف" بھی شامل ہے۔ قیمت محض دو روپے ہے جو انتہائی مناسب اور واجبی ہے۔ اس رسالہ سے میلاد شریف سے متعلق جہاں آپ کو قرآن و سنت کی روشنی میں حقائق کا ایک سمندر ہاتھ آجائے گا وہاں مخالفین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا مناسب سدِباب ہو سکے گا۔

اخلاق مرزا و اعمال مرزا

مولانا مولوی حافظ نور محمد خاں صاحب مدرسہ مظاہر العلوم

سہارنپور کے مبلغ و مناظر تھے۔ قدرت نے انہیں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا بالخصوص عقائد باطلہ کی تردید میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ انہوں نے ملک کے طول و عرض میں "مرزائیت" کے مسئلہ پر بھرپور کام کیا۔

ان کی ایک کتاب محولہ بالا نام سے جناب محمد مسلم بن برکت اللہ لطیف آبادی کمپاؤنڈ بندر روڈ کراچی نے بڑے اچھے انداز سے شائع کی ہے ۲۶۴ صفحات کی یہ کتاب ناشر سے محض ۲۵ پیسہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوائی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ناشر کو اجرِ جزیل سے نوازے۔

بقیہ: وقت کا ایک اہم تقاضا

رہتے۔ حدیبیہ سے واپسی پر اواخر محرم ۷ھ میں آپؐ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ خیبر کی طرف چلے اور مقام رجیع کو لشکر گاہ تجویز فرمایا۔ خیبر میں یہودیوں کے زبردست قلعے تھے۔ میدان جنگ میں عام مبارزت ہوئی جب یہودی میدان جنگ میں مقابلہ کی تاب نہ لا سکے تو قلعہ بند ہو گئے۔ آپ نے یکے بعد دیگرے سب قلعے فتح کر لئے بعض قلعوں کا دس دس روز محاصرہ رہا۔ بالآخر یہودیوں نے تنگ آکر آپؐ کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر ہمیں اپنی زمینوں پر قابض رکھا جائے تو ہم نصف پیداوار بطور مالگذاری دینے کی شرط پر اطاعت کے لئے تیار ہیں۔ جب مصالحت ہو گئی تو یہودیوں کے ایک سردار سلام بن مشکم کی بیوی نے آپؐ کی مہمانی کی اور ایک بھنی ہوئی بکری تو اضعاً پیش کی۔ لیکن سارے گوشت میں زہر ملا دیا اور آپؐ کی پسند پوچھ کر دستی میں زیادہ ملا دیا۔ دستی آپؐ کے سامنے رکھی۔ آپؐ نے دیکھتے ہی پہچان لیا، فرمایا ہڈی بتا رہی ہے کہ گوشت زہر آلود ہے۔ لیکن بشرؓ بن براء صحابی ایک لقمہ کھا گئے اسی سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ آپ نے مشکم کی بیوی زینب کو بلا کے پوچھا۔ اس نے اقرار کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا ایسا کیوں کیا، کہنے لگی آپ نے میری قوم کے ساتھ کیا سلوک کیا! میں نے چاہا کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو آپ کو زہر سے مار کر ہی مجھے سکون حاصل ہوگا۔ اور اگر نبیؐ ہیں تو بہر حال آپ کو معلوم ہو ہی جائے گا۔ اس کو بشر کے ورثاء کے حوالہ کر دیا گیا۔ لیکن مسلمان ہو جانے پر اسے قتل نہ کیا گیا۔

شیخ العرب والعجم السید حسین احمد مدنیؒ

از ناچیز ظہیر احمد تاج کراچی

آں حسین احمد امام الاولیاءؒ — قطبِ عالم، وارثِ خیر الوریٰ
سیدِ عالی نسب، نورِ علیؓ — با مدینہ نسبتے دارد قوی
سالہا بُد زیرِ دامانِ رسولؐ! — مخزنِ اسرار شُد پورِ بتولؓ
داد ربِّ بے نیاز او را عطا — داد او با شکرِ جاں دادِ سخا
چوں حسینی بُود آں مردِ غنی! — وصفِ او اندر جہاں آمد سخی
آفتابِ آسمانِ دیوبند — حریّت از ہستیٔ او ارجمند
فکرِ او از نورِ احمدؐ مستنیر — جد و جہدش از صحابہؓ عزم گیر
آں امامِ حریّت، اہلِ خبر! — از نگاہِ مصطفیٰؐ صاحب نظر
خادمِ دینِ نبیؐ، اہلِ ولا — پاک ظاہر، پاک باطن، بے ریا
مردِ دانا، مردِ بینا، دور رس — خم نہادہ سر نہ ہرگز پیشِ کس
کارِ تبلیغِ رسالت چوں رود! — مشرق و مغرب بہم گشتہ شود
امتیازِ او نشد عرب را با عجم — نیست اندر ملّتِ ما بیش و کم
چوں عرب، اہلِ عجم دانائے راز — از رموزِ دیں ہماناں سرفراز
فرق اندر شش جہت لاریب نیست — نسبتے اوطان ہرگز عیب نیست
سیدالآفاقؐ، آں خیر الانامؐ — ہم عرب ہست، ہم وطن ہا را امامؐ
آں حسین احمد، بہ صلبش ہاشمیؐ — ہم مہاجر، ہم مجاہد، یثربی
قول و فعلِ او بہ حسنِ اتقا — رہنمائے اسوۂ شاہِ ہدیٰؐ

چوں اشارت از شہِ دیںؐ یافتہ
بہرِ استخلاصِ ہند او آمدہ

ـــ تقرر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

ہفت روزہ خدام الدین

فون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۷۳۶-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۷-۲۰ DDA ۹ مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی ۸۴.۶/۳۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بقیہ: خطبہ جمعہ

داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی وساطت سے ان پر لعنت کی گئی۔ جس کا قرآن میں بھی ذکر ہے۔ (لعن الذین کفروا) پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بخدا تم ضرور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا اور ظالم کے ہاتھ کو (ظلم سے) روکنا... ورنہ تم پر بھی ایسے ہی لعنت ہوگی۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف تم میں نفرت پیدا ہو جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم (علیکم انفسکم لا یضرکم الآیہ) یہ آیت پڑھتے ہو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے (اس آیت کے متعلق) کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ (ظلم سے) نہ روکیں تو اللہ ان پر عام عذاب مسلط کر دیں گے۔

ظلم سے روکنا بھی نہی عن المنکر میں شامل ہے۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ ظلم دیکھ کر بھی نہ روکے تو تباہی کے کنارے پہنچ جاؤ گے، عذاب عام میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ عذاب عام کی متعدد صورتیں ہمارے سامنے ہیں۔ قحط، گرانی، ظالم حکمران، آپس کی پھوٹ، زلزلے، سیلاب وغیرہ یہ سب چیزیں عذاب عام میں شامل ہیں۔ ہم یہ سب کچھ دیکھ کر بھی حقائق سے منہ پھیرے ہوئے ہیں اور اپنے دینی فرائض کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فرائض پہچاننے اور ان کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مولانا عبیداللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا